مرثیہ: ۳

ہند کی قید خانے میں آمد

۱

جب سوئے قید خانہ چلی ہند خوش سِیَرُ
تھیں ساتھ ساتھ چند خواصیں بھی نوحہ گر
پہنچی جنابِ حضرت زینبؑ کو یہ خبر
رنگ اڑ گیا یہ کہنے لگی سر کو پیٹ کر
اپنا نہیں خیال بزرگوں کا پاس ہے
ہئے ہئے کہاں چھپوں وہ مری روشناس ہے

۲

ہے شرم کی جگہ کہ میں ہوں خواہرِ امامؑ
غمگین و سوگوار و پریشان و تشنہ کام
ہم ہیں فقیر ہم میں امیروں کا کیا ہے کام
لوگو بتا نہ دیجو کہیں اس کو میرا نام
پوچھے جو وہ کسی سے کہ زینبؑ کدھر گئی
کہہ دیجیو کہ بھائی کے ہمراہ مر گئی

۳

رو کر ہر اک سے بانوئے ناشاد نے کہا
کیا حاصل اضطراب سے قسمت کا جو لکھا
لوگو خدا کے واسطے چپکے رہو ذرا
رو رو کے سو گئی ہے ابھی میری دلربا
پھر حشر قید خانہ میں ہوگا جو روئے گی
چونکی اگر تو صبح تلک پھر نہ سوئے گی

۴

چپ ہوگئے یہ سن کے اسیرانِ نوحہ گر
جابیٹھی ایک گوشے میں زینبؑ جھکا کے سر
آئی سواریٔ زنِ حاکم قریبِ در
دربان بھی دور ہٹ گئے دروازہ کھول کر
وحشت پہ قید خانہ کی جس دم نگاہ کی
ہاتھوں پہ ہاتھ رکھ کے خواصوں نے آہ کی

۵

دل ہند کا تو رندھ گیا تھرّا گیا جگر
بولی ٹھہر کے ڈیوڑھی پہ یہ قبر ہے کہ گھر
دیکھا نہیں مکاں کوئی تاریک اس قدر
پوچھو کوئی کسی سے کہ ہیں بیبیاں کدھر
ایسا بھی ظلم کرتا ہے کوئی جہان میں
بندے خدا کے بند ہیں ایسے مکان میں

۶

یہ بات کہہ کے آگے بڑھی وہ بصد الم
اک آفتابِ دین نظر آیا اسیرِ غم
حلقہ گلے میں طوق کا زنجیر میں قدم
بولی ٹھہر کے وہ کہ رہے شوکت و حشم
انساں ہے یہ اندھیروں میں یا شمعِ طور ہے
آئی ندائے غیب کہ خالق کا نور ہے

۷

کوئی بلائیں لے کے یہ کہتی تھی باربار
اے بے کس واسیر وبلاکش ترے نثار
ہئے ہئے گلہ یہ چاند سا اورطوقِ خاردار
یہ گوری گوری پنڈلیاں زنجیر سے فگار
اعضائے جسم پاک بہت ناتوان ہیں
نازک کلائیوں میں رسن کے نشان ہیں

۸

باتیں یہ کرکے بیبیاں روتی تھیں زارزار
سینے میں تھا مگر نہ دلِ ہند کو قرار
کہتی تھی دیکھ کر رخِ اقدس کو باربار
کس مُلک کا رئیس ہے یارب یہ ذی وقار
آنکھوں میں صاف پھرتی ہے صورت امامؑ کی
تصویر ہے حسین علیہ السلام کی

۹

آخر دبا کے پاؤں یہ بولی وہ نیک نام
اٹھیے کہ دیر سے میں کھڑی ہوں پئے سلام
بولے یہ آنکھیں کھول کے مولائے خاص وعام
اس بے کس ویتیم وبلاکش سے کیا ہے کام
ہجر بلا میں تلخ ہے لذت حیات کی
طاقت نہ آنکھیں کھولنے کی ہے نہ بات کی

۱۰

بولی یہ ہند کب سے علالت ہے میں نثار
فرمایا ساتویں سے محرم کی ہے بخار
اس نے کہا طبیب کو دکھلاؤ حالِ وزار
فرمایا خیر شافئ مطلق ہے کردگار
راضی ہیں اس پہ ہم جو رضائے حبیب ہے
دی ہے یہ تپ اسی نے جو سب کا طبیب ہے

۱۱

رنج وبلا کو لطفِ خدا جانتے ہیں ہم
دکھ میں کراہنے کو گِلہ جانتے ہیں ہم
ہر دردِ جاں سِتاں کو دوا جانتے ہیں ہم
عارض ہوا ہے عارضہ تو شفا جانتے ہیں ہم
کچھ غم نہیں مرض سے اگر حال غیر ہو
صحت ہماری یہ ہے کہ عقبیٰ بخیر ہو

۱۲

یہ ذکر سن کے رونے لگی ہند باوفا
کی عرض کیا ہے اسمِ مبارک حضور کا
گردن جھکا کے سیدسجادؑ نے کہا
بے کس عزیز مردہ گرفتار و بے نوا
کیا پوچھتی ہے نام و نشاں خاکسار کا
اک بندۂ حقیر ہوں پروردگار کا

۱۳

اس نے کہا بتایئے والد کا اپنے نام
فرمایا فاقہ کش وطن آوارہ تشنہ کام
مقتول نیزہ وتبر و خنجر وحُسامُ
جس کو ملا نہ پیاس میں پانی کا ایک جام
بے گور و بے کفن جسد پاش پاش ہے
سریاں ہے کربلائے معلّیٰ میں لاش ہے

۱۴

پوچھا وطن کو اس نے تو بولے شہِ زمن
دارِ فنا مقام فنا منزلِ محن
بیٹھے فقیر تھک کے جہاں ہے وہی وطن
بے خانماں اسیر وپریشان و خستہ تن
پردیس میں تباہ ہوئے شہر چھٹ گیا
جنگل میں ہم بھی لُٹ گئے اور گھر بھی لُٹ گیا

۱۵

غش ہو گئے یہ کہہ کے امام فلک اساس
تھرّا کے واں سے آگے بڑھی ہند بے حواس
پہنچی ٹھہر ٹھہر کے جو سیدانیوں کے پاس
رانڈوں کی شان دیکھ کے بولی وہ حق شناس
چہرے سبھوں کے غیرتِ خورشید وماہ ہیں
گویا کہ اہل بیت رسالت پناہ ہیں

۱۶

مٹی میں گو بھرے ہوئے ہیں ان کے روئے پاک
چھپتا ہے کوئی چاند پہ ڈالے ہزار خاک
ہر چند ہیں صعوبتِ زنداں سے سب ہلاک
روشن ہے قید خانۂ تاریخ وہولناک
میں کس طرح کہوں کہ یہ آلِ عبؑا نہیں
ہاں فرق اتنا ہے کہ سروں پر ردا نہیں

۱۷

آ کر قریب کہنے لگی ہند خوش خصال
اے بی بیو ہٹاؤ ذرا رخ سے اپنے بال
مجھ سے تو کچھ بیان کرو اپنے دل کا حال
کھیتی تمہاری ہوگئی کِس بَن میں پائمال
کیوں لے گئے عدو تمہیں بلوائے عام میں
کس جرم پر اسیر ہوئے ملکِ شام میں

۱۸

سنتی ہوں میں مدینہ میں ہے آپ کا وطن
للہ کچھ کہو خبرِ سرورِ زمن
ہیں خیریت سے حضرت شبیرؑ کی بہن
زندہ رکھے جہاں میں انہیں ربِّ ذوالمِنَن
بی بی کہ روحِ بنتِ رسالت پناہؐ ہے
عصمت پہ جس کی خالقِ اکبر گواہ ہے

۱۹

کیوں بی بیو بتاؤ خدا کے لیے ذرا
ہے خیر سے مدینے میں فرزندِ مرتضیٰؑ
سنتی ہوں اب جوان ہیں ہم شکلِ مصطفیٰؐ
سرسبز رکھے باغِ جہاں میں انہیں خدا
شہرت ہے ابنِ فاطمہ زہراؑ کے ماہ کی
حسرت تو شہؑ کو ہوئے گی اکبرؑ کے بیاہ کی

۲۰

جب ہند ختم کر چکی رورو کے یہ کلام
بانو کے پاس آکے یہ بولی وہ نیک نام
صدقے گئی بتایئے کیا آپ کا ہے نام
للہ کچھ کہو میں ہوئی جاتی ہوں تمام
زندان میں سب اسیروں کی سردار آپ ہیں
ان قیدیوں کی قافلہ سالار آپ ہیں

۲۱

بانو نے تب یہ اس سے کہا تھام کر جگر
ہم قیدیوں کے نام ہیں مظلوم ونوحہ گر
زینب کو پھر بتا کے یہ بولی بچشم تر
یہ بی بی جو کہ روتی ہیں نہوڑائے اپنا سر
تو دل میں جانتی ہے کہ ان کی عزیز ہوں
مختار یہ مری ہیں میں ان کی کنیز ہوں

۲۲

یہ سن کے ہند رونے لگی تب بہ اشک وآہ
پھر مڑ کے روئے حضرت زینبؑ پہ کی نگاہ
رخ سے ہٹائے بال تو حالت ہوئی تباہ
بے ساختہ کہا کہ زہے قدرتِ الٰہ
ہرگز غلط نہیں جو مجھے اشتباہ ہے
زینبؑ تمہیں ہو خالقِ اکبر گواہ ہے

۲۳

کہنے لگی یہ ہند سے زینبؑ جگر فگار
کیوں فال بد نکالتی ہے منھ سے بار بار
اے ہند اس کا نام نہ لے بہر کردگار
نسبت نہ اُن سے دے کہ وہ ہیں فاطمہؑ وقار
اعداء تو مجھ کو لائیں گے بلوائے عام میں
دشمن نہ ان کے قید ہوں زندانِ شام میں

۲۴

یہ سن کے بے قرار ہوئی ہند خوش خصال
دیکھا بغور رخ تو یہ بولی بصد ملال
اے میری شاہزادی چھپاؤ نہ مجھ سے حال
زینبؑ تمہیں ہو خواہرِ شبیرؑ باکمال
تم کو قسم ہے فرقِ شہِ مشرقینؑ کی
جلدی کہو خبر مرے آقا حسینؑ کی

۲۵

یہ کہہ کے پیٹنے جو لگی ہند ذی وقار
فرطِ قلق سے دل ہوا زینبؑ کا بے قرار
چلائیں سر کو پیٹ کے باچشم اشکبار
اے ہندؔ لُٹ گیا سرِ شبیرؑ نامدار
پانی دیا نہ سبطِ رسالتِ پناہؑ کو
حاکم نے بے گناہ کیا قتل شاہ کو

۲۶

اے ہندؔ رن میں شاہ کے یاور ہوئے شہید
عباسؑ قتل ہوگئے اصغرؑ ہوئے شہید
بن بیاہے دشت میں علی اکبرؑ ہوئے شہید
شبرؑ کا لال اور میرے دلبر ہوئے شہید
مرجھا کے فاطمہؑ کی نہ کھیتی ہری ہوئی
بچوں سے گود ہوگئی خالی بھری ہوئی